ازعدالت عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:25 ستمبر 1964

سبھاس چندرو دیگراں

بنامِ

منسپل کارپوریشن آف دہلی ودیگر

(چیف جسٹس پی۔بی۔گجیند رگڈکر۔ کے۔این۔وانچو،ایم۔ہدایت اللہ،رگھوبردیال اور جے۔آر۔مدھولکر جسٹسز)

پنجاب میونسپل ایکٹ(پنجاب III سال 1911)،ذیلی دفعہ 232،235اور 236 کادائرہ کار۔

دہلی کی اب ناکارہ میونسپل کمیٹی نے نومبر 1957 میں فیصلہ کیا کہ جونیئر گریڈ میں اپنے گریجویٹ کلرکوں کو گریجویٹ الاونس ادا کیا جائے۔میونسپل کمیٹی کی جگہ 1957 کے ایکٹ 66 کے تحت دہلی میونسپل کارپوریشن نے لے لی اور کارپوریشن کے کمشنر نے صرف ان گریجویٹ جونیئر گریڈ کلرکوں کے دعوے کو قبول کیا جنہیں جولائی 1954 سے پہلے اعلی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔درخواست گزار جو کارپوریشن میں خدمات انجام دینے والے دیگر کلیریکل ملازمین تھے،انہوں نے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت ایک عرضی کے ذریعے سپریم کورٹ کارخ کیا جس میں الزام لگایا گیا کہ کمشنر کا حکم امتیازی تھا کیونکہ انہیں قرارداد کے فوائد سے خارج کرنے کی کوئی معقول بنیاد نہیں تھی۔مدعا علیہان نے دعوی کیا کہ دہلی کے چیف کمشنر نے 30 اکتوبر 1956 کو پنجاب میونسپل ایکٹ (3 سال 1911) کی دفعہ 232 کے تحت منظور کیے گئے اپنے حکم نامے کے ذریعے اس طرح کی خصوصی تنخواہوں یا دیگر مالی فوائد دینے پر پابندی لگادی تھی اور اس لیے اعتراض شدہ حکم خود دائرہ اختیار کے بغیر ہونے کی وجہ سے درخواست گزاروں کے خلاف امتیازی سلوک کی شکایت نہیں کرسکتے تھے۔

حکم ہوا کہ:چیف کمشنر کا حکم بالکل قانونی تھا اور اس حکم کے پیش نظر یہ کمیٹی کے لیے کھلا نہیں

تھا کہ وہ نومبر 1957 میں اپنے کسی بھی ملازم کو کسی بھی الاؤنس کی ادائیگی کی منظوری دے۔قرارداد دائرہ اختیار کے بغیر ہونے کی وجہ سے، کارپوریشن کا کمشنر اسے گریجویٹ ملازم کو گریجویٹ الاؤنس کی منظوری کی بنیاد کے طور پر نہیں لے سکتا تھا۔کام مشنر کا حکم اس طرح غیر قانونی ہونے کی وجہ سے امتیازی سلوک کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور درخواست کو خارج کر دیا جانا چاہیے۔[356B-D]۔

دہلی لا ایکٹ 1912 ، ایڈاپٹیشن آف لا آرڈر 1950 ، اور جنرل کلاز ایکٹ 1897 کی دفعہ 3 کی دفعات کی بنا پر چیف کمشنر پنجاب میونسپل ایکٹ 1911 کی دفعہ 232 کے تحت حکم دے سکتا تھا۔اس کے پاس دفعہ 232 اور دفعہ 236 کے تحت اختیارات کے دو ذرائع تھے اور وہ کسی بھی ذریعہ سے فائدہ اٹھانے کے لیے آزاد تھا۔دفعہ 232 نے یقینی طور پر اسے اختیار دیا کہ وہ کمیٹی کو اپنے ملازمین کو خصوصی تنخواہ یا دیگر مالی فوائد دینے سے منع کرے جب وہ ایسا کرنے والی تھی۔جب کسی ایکٹ کو کرنا اس طرح ممنوع تھا، تو کمیٹی کے پاس ایسا کرنے کا کوئی اختیار ختم ہو گیا اور اس کے ذریعے منظور کردہ قرارداد کہ ایسا ایکٹ کیا جا سکتا ہے اس کی کوئی قانونی جواز نہیں ہو سکتا۔"کے بارے میں" کے جملے کو جو قطعی معنی دیا جانا چاہیے وہ اس سیاق و سباق پر منحصر ہے جس میں اسے استعمال کیا جاتا ہے، لیکن فوری معاملے میں کوئی دشواری نہیں ہے کیونکہ حکم نامے میں خود یہ ذکر کیا گیا ہے کہ چیف کمشنر کے سامنے پیش کیا گیا تھا کہ میونسپل کمیٹی اپنے کچھ ملازمین کو خصوصی تنخواہ یا دیگر مالی فوائد دینے والی تھی۔اگرچہ کمیٹی کو کوئی موقع نہیں دیا گیا تھا جیسا کہ پنجاب میونسپل ایکٹ کی دفعہ 235 کے تحت کہا گیا تھا، کمیٹی اس طرح کی عدم تعمیل کو تسلیم اور معاف کر سکتی ہے، اور چونکہ اس دفعہ کے تحت چیف کمشنر کے حکم سے متاثرہ فریقوں کو موقع دینے کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے وہ یہ کہنے کے حقدار نہیں ہیں کہ حکم خراب ہے۔

مزید یہ کہ یہ دفعہ اس معاملے میں لاگو نہیں ہوگی جہاں خود چیف کمشنر نے حکم منظور کیا ہو۔[354D-G: 355A-C. D-F:357D-G: 358F-G]

اصل دائرہ اختیار: رٹ پیٹیشن نمبر 33 سال 1964۔

بنیادی حقوق کے نفاذ کے لیے ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت درخواست۔

درخواست گزاروں کی طرف سے کے بلدیو مہتا۔

جواب دہندگان کے لیے ایس جی پٹورد ھن اور اوسی ماتھر۔

عدالت کا فیصلہ مدھولکر جسٹس کے ذریعے دیا گیا

مدھولکر جسٹس۔ دہلی کارپوریشن میں خدمات انجام دینے والے گیارہ کلیریکل ملازمین نے تاریخ کے ایک حکم کو کالعدم قرار دینے کے لیے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت اس عدالت کا رخ کیا ہے۔5 نومبر 1958 کو دہلی کارپوریشن کے کمشنر کی طرف سے بنایا گیا اور مینڈمس یا دیگر مناسب رٹ، آرڈر یا ہدایت جاری کی گئی جس میں جواب دہندگان کو نومبر 1957/8/1 کو دہلی کی اب ناکارہ میونسپل کمیٹی کی ایگزیکٹو اور فنانس ذیلی کمیٹی کی طرف سے منظور کردہ قرارداد پر عمل درآمد کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔جس بنیادی بنیاد پر ریلیف کا دعوی کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ حکم دینے میں کمشنر کی کارروائی کے نتیجے میں درخواست گزاروں کے خلاف امتیازی سلوک ہوا ہے۔

اس نقطہ کو سمجھنے کے لیے کچھ حقائق بیان کرنے کی ضرورت ہے۔سال 1948 سے پہلے میونسپل کمیٹی نے میٹرک اور غیر میٹرک کو جونیئر گریڈ میں کلرک کے طور پر بھرتی کیا تھا۔95-3-65-2-35۔بہتر اہل افراد کو راغب کرنے کے لیے انہوں نے 45 روپے کی پیشکش کی۔ اس گریڈ میں گریجویٹس کے لیے ابتدائی تنخواہ کے طور پر۔اس کے بعد کمیٹی نے 16 ستمبر 1948 کی اپنی قرارداد کے ذریعے حکومت ہند کی طرف سے مقرر کردہ مرکزی تنخواہ کمیشن کی سفارشات کی بنیاد پر اپنے پورے عملے کے لیے گریڈ اور تنخواہ کے پیمانے میں ترمیم کی۔اس قرارداد کے ذریعے کمیٹی نے کلرکوں کی بھرتی کے لیے دو جونیئر گریڈ بنائے، جن کا ایک گریڈ 130-5-125-4-85-33-55 روپے میٹرک کے لیے اور روپے 105-4-95-3-55-2-45 کا گریڈ غیر میٹرک کے لیے۔

درخواست گزاروں کے مطابق کمیٹی، گریجویٹس اور اعلی تعلیمی قابلیت کے حامل افراد کو راغب کرنے اور کلیریکل ملازمین کو اعلی تعلیم حاصل کرنے کے لیے تحریک دینے

کے لیے، اسی قرارداد کے ذریعے فیصلہ کیا گیا کہ جونیئر گریڈ میں کام کرنے والے گریجویٹس کو 20 روپے کا " گریجویٹ الاؤنس" دیا جائے گا۔ مزید، ان کے مطابق، اس کی منظوری چیف کمشنر دہلی نے میمو نمبر۔ F. 2 (102)48-L.S.G مورخہ جولائی 26/27, 1949۔

یہ عام بات ہے کہ قرارداد نمبر 447 مورخہ 16 جولائی 1954 کے ذریعے، جیسا کہ قرارداد نمبر 550 مورخہ 30 جولائی 1954 کے ذریعے ترمیم کی گئی ہے، کمیٹی نے مستقبل میں بھرتی ہونے والوں کو گریجویٹ الاؤنس کی ادائیگی روک دی لیکن جونیئر گریڈ کے ایسے مستقل اور عارضی ملازمین کو اپنی ادائیگی جاری رکھی جو پہلے ہی الاؤنس کی وصولی میں تھے۔ کمیٹی کے تمیں ملازمین نے صرف ان افراد کو الاؤنس کی ادائیگی پر جرمانہ عائد کرنے کے خلاف کمیٹی کے سامنے نمائندگی کی جو پہلے ہی اس کی وصولی میں تھے اور مطالبہ کیا کہ یہ الاؤنس 1954 کے بعد بی اے کا امتحان پاس کرنے والے ہر ملازم کے ساتھ ساتھ 1954 کے بعد بھرتی ہونے والے ہر گریجویٹ ملازم کو ادا کیا جائے۔ یہ نمائندگی کامیاب ہوئی اور یکم نومبر 1957 کی قرارداد نمبر 693 کے ذریعے کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ ذاتی تنخواہ کی ادائیگی کا نظام 5 لاکھ روپے ہے۔ جونیئر گریڈ کے تمام گریجویٹس کو 20 روپے فی ماہ کے حساب سے بحال کیا جائے اور اس تجویز کے لیے چیف کمشنر کی ضروری منظوری حاصل کی جائے۔ 8 نومبر 1957 کو کمیٹی نے قرارداد نمبر 701 کے ذریعے مذکورہ قرارداد میں ترمیم کی اور ہدایت کی کہ قرارداد کے آخر میں ظاہر ہونے والے الفاظ "چیف کمشنر کی ضروری منظوری حاصل کی جائے" کو حذف کر دیا جائے۔ درخواست گزاروں کے مطابق، اس لیے یہ قرارداد فوری طور پر عمل میں آئی اور وہ 20 روپے کی ادائیگی کے حقدار بن گئے، سابقہ اثر کے ساتھ۔

اس قرارداد کو نافذ کرنے سے پہلے دہلی میونسپل کمیٹی کی جگہ دہلی میونسپل کارپوریشن ایکٹ، 1957 (66 سال 1957) نافذ ہوا۔ لہذا درخواست گزاروں نے کارپوریشن کے کمشنر سے رابطہ کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ یکم نومبر 1957 کی قرارداد کو نافذ کریں

جیسا کہ 8 نومبر 1957 کی قرارداد میں ترمیم کی گئی ہے۔5 نومبر 1958 کے آفس آرڈر نمبر 1343 ای ایس ٹی (58) کے ذریعے کمشنر نے سابقہ دہلی میونسپل کمیٹی کے ان گریجویٹ جونیئر گریڈ کلرکوں کو گریجویٹ الاؤنس کی ادائیگی کے دعوے کو قبول کیا جنہیں 30 جولائی 1954 سے پہلے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دی گئی تھی لیکن باقی 18 افراد کو نہیں۔ درخواست گزاروں کی شکایت یہ ہے کہ کمشنر کا یہ حکم غیر مجرمانہ ہے کیونکہ انہیں کمیٹی کی مذکورہ قرارداد کے فائدے سے خارج کرنے کی کوئی معقول بنیاد نہیں ہے۔اس کے بعد درخواست گزاروں نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت پنجاب ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی لیکن آخر کار اسے واپس لے لیا۔ وہ اب آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت اس عدالت میں آئے ہیں۔

درخواست گزاروں کی درخواست کی کارپوریشن کی جانب سے دو اہم بنیادوں پر مخالفت کی گئی ہے۔ پہلی بنیاد یہ ہے کہ وہ 1 ایک طویل تاخیر کے بعد اس عدالت میں آئے ہیں اور دوسری بنیاد یہ ہے کہ کمشنر کا متنازعہ حکم خود دائرہ اختیار سے باہر تھا اور اس لیے درخواست گزار امتیازی سلوک کی شکایت نہیں کر سکتے۔

درخواست گزاروں نے تسلیم کیا کہ اس درخواست کو دائر کرنے میں تقریباً پانچ سال کی تاخیر ہوئی تھی لیکن وہ اس بات کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ یہ سب اس حقیقت کی وجہ سے ہوا کہ ان کی رٹ پٹیشن تقریباً پانچ سال تک پنجاب کی ہائی کورٹ میں زیر التوا رہی اور انہیں بالآخر اسے واپس لینا پڑا کیونکہ جس جج کے سامنے پٹیشن حتمی سماعت کے لیے گئی تھی اس نے نشاندہی کی کہ ہائی کورٹ کے پچھلے فیصلے کے پیش نظر اس قسم کی مشترکہ پٹیشن قابل قبول نہیں تھی۔ مزید برآں، ان کے مطابق، جہاں کوئی شخص آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت کسی بنیادی حق کو نافذ کرنا چاہتا ہے، محض تاخیر اس کے راستے میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ ہماری رائے میں، اس نکتے پر بیان کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ درخواست جواب دہندگان کی جانب سے دوسری بنیاد پر ناکام ہونی چاہیے۔ یہ سچ ہے کہ کمیٹی کی کوئی قرارداد اور نہ ہی کوئی قاعدہ یا ضمنی قانون ہمارے نوٹس میں لایا گیا

ہے جس کے تحت کسی ملازم کو اعلی تعلیم حاصل کرنے سے پہلے کمیٹی کی اجازت لینا ضروری ہے اور اس لیے درخواست گزاروں کے ساتھ ان 12 افراد سے مختلف سلوک کرنے کی کوئی معقول بنیاد نہیں تھی جن کے الاؤنس کے دعوے کو کمشنر نے قبول کیا تھا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا کمشنر ان 12 افراد کے دعوے کو بھی قانونی طور پر تسلیم کر سکتا ہے۔ جواب دہندگان کی طرف سے پیش ہوئے مسٹر پٹوردھن کا دعوی ہے کہ دہلی کے چیف کمشنر نے 30 اکتوبر 1956 کے اپنے حکم کے ذریعے پنجاب میونسپل ایکٹ 1911 کی دفعہ 232 کے ذریعے اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے (جسے اس کے بعد ایکٹ کہا گیا ہے) ریاست دہلی کے اندر تمام میونسپل اور نوٹیفائیڈ ایریا کمیٹیوں کو، دیگر چیزوں کے علاوہ، اپنے کسی بھی ملازم کی تنخواہ کے موجودہ پیمانے پر نظر ثانی کرنے اور انہیں کوئی خصوصی تنخواہ یا کوئی دیگر مالی فوائد دینے سے منع کیا۔ لہذا کمیٹی، مسٹر پٹوردھن کے مطابق، یکم نومبر 1957 کی قرارداد نمبر 693 کو منظور کرنے اور پھر 8 نومبر 1957 کی قرارداد نمبر 701 کے ذریعے اس میں ترمیم کرنے کے قابل نہیں تھی۔ درخواست گزاروں کی طرف سے پیش ہوئے مسٹر بلدیو مہتا نے چیف کمشنر کے حکم کے جواز کو اس بنیاد پر چیلنج کیا کہ یہ ایکٹ کی دفعہ 232 کے دائرہ کار سے باہر تھا اور کمیٹی کو وضاحت پیش کرنے کا کوئی موقع نہیں دیا گیا تھا جیسا کہ ایکٹ کی دفعہ 235 میں تصور کیا گیا تھا اور نہ ہی بالآخر کوئی حکم دیا گیا تھا۔

اس دفعہ کے تحت۔

سب سے پہلے، ان کے مطابق، ایکٹ کی دفعہ 232 کا سہارا چیف کمشنر نہیں بلکہ صرف ڈپٹی کمشنر ہی لے سکتا تھا۔ 1953 کے پنجاب ایکٹ 34 کی منظوری سے پہلے یہ دفعہ مندرجہ ذیل تھا:

"232 کمشنر یا ڈپٹی کمشنر تحریری طور پر کسی کمیٹی، یا مشترکہ کمیٹی کے کسی بھی قرارداد یا حکم پر عمل درآمد معطل کر سکتا ہے یا کسی بھی ایسے کام کو کرنے سے منع کر سکتا ہے جو اس ایکٹ کے تحت یا اس کے تحت کیا جا رہا ہے، یا ایکٹ کے تحت اپنے اختیارات کے استعمال میں کمیٹی کی طرف سے دی گئی کسی منظوری یا اجازت کے مطابق، اگر اس کی رائے میں قرارداد، یا

حکم یا ایکٹ قانون کے ذریعہ دیئے گئے اختیارات سے تجاوز کر رہا ہے یا عوام کے مفادات کے منافی ہے یا ممکنہ طور پر، میونسپل فنڈز یا املاک کو برباد یا نقصان پہنچا سکتا ہے، یا قرارداد یا حکم پر عمل درآمد، یا ایکٹ کے انجام دینے سے امن کی خلاف ورزی ہونے کا امکان ہے، تاکہ لاقانونیت کو فروغ دیا جاسکے یا انتشار پیدا کیا جاسکے۔99"مذکورہ ایکٹ کے ذریعے الفاظ" کمشنر یا" کو حذف کر دیا گیا۔ یہ ہمارے نوٹس میں نہیں لایا گیا ہے کہ ترمیم شدہ قانون کا اطلاق ریاست دہلی پر ہوتا ہے۔لہذا ہمیں اس بنیاد پر آگے بڑھنا چاہیے کہ لفظ" کمشنر"اب بھی ایکٹ کی دفعہ 232 میں موجود تھا جیسا کہ ریاست دہلی پر لاگو ہوتا ہے۔دہلی لا ایکٹ، 1912 کی دفعات کی بنا پر جو شیڈول B میں موجود ہیں جیسا کہ ایڈاپٹیشن آف لا آرڈر، 1950 کے ذریعے اپنایا گیا ہے۔ریاست دہلی پر لاگو کسی بھی قانون سازی میں استعمال ہونے والے اظہار" کمشنر" کو"دہلی کی ریاستی حکومت" کے طور پر پڑھا جانا چاہیے۔اصطلاح"ریاستی حکومت" جیسا کہ جنرل کلاز ایکٹ 1897 کے سیکشن 3 کے ذیلی سیکشن (60) میں بیان کیا گیا ہے، آئین کے آغاز کے بعد اور آئین (ساتویں ترمیم) ایکٹ 1956 کے آغاز سے پہلے کی گئی کسی بھی چیز کے حوالے سے اس کا مطلب کسی حصہ C ریاست میں مرکزی حکومت ہوگا۔"مرکزی حکومت کی تعریف اس ایکٹ کے دفعہ 3 کے ذیلی دفعہ(8) میں کی گئی ہے اور اس کا مطلب دہلی جیسی حصہ C ریاست کے سلسلے میں ہے، جو اس کا چیف کمشنر ہے۔واضح طور پر، اس لیے، چیف کمشنر اس قسم کا حکم دے سکتا ہے جس پر ہمیں یہاں ایکٹ کی دفعہ 232 کے تحت غور کرنا ہے۔

تاہم، مسٹر مہتا کا کہنا ہے کہ دہلی کارپوریشن ایکٹ 1957 کے نافذ ہونے سے پہلے چیف کمشنر اس سیکشن کے تحت جو کچھ کر سکتے تھے وہ کسی کمیٹی کی قرارداد یا حکم پر عمل درآمد کو معطل کرنا یا کسی ایسے عمل کو کرنے سے منع کرنا تھا جو ہونے والا تھا اور یہ کہ اس نے انہیں میونسپل کمیٹی کو قرارداد منظور کرنے سے منع کرنے کا اختیار نہیں دیا۔ یہ سچ ہے کہ اس دفعہ نے چیف کمشنر کو کمیٹی کو کسی خاص قسم کی قرارداد منظور کرنے سے منع کرنے کے قابل نہیں بنایا

لیکن اس نے یقینی طور پر اسے کمیٹی کو ایسا کام کرنے سے منع کرنے کا اختیار دیا جو ہونے والا تھا۔ یہاں، چیف کمشنر کا حکم جس پر ہم نے اشارہ کیا ہے، درحقیقت کمیٹی کو دیگر چیزوں کے علاوہ اپنے کسی بھی ملازم کو خصوصی تنخواہ یا کوئی اور مالی فائدہ دینے سے منع کرتا ہے۔ اس طرح جس چیز کی واضح طور پر ممانعت کی گئی تھی وہ ایک ایکٹ کرنا تھا لیکن قرارداد کی منظوری نہیں تھی۔ اس کے باوجود، ہم سمجھتے ہیں کہ جب کسی ایکٹ کو کرنے سے منع کیا گیا تھا تو کمیٹی کے پاس اس ایکٹ کو کرنے کا کوئی اختیار ختم ہو گیا تھا اور اس کے ذریعے اس ایکٹ کو کرنے کے لیے منظور کردہ قرارداد کا کوئی قانونی جواز نہیں ہو سکتا۔

لیکن، مسٹر مہتا نے کہا، چیف کمشنر کے اختیارات کا استعمال صرف اس وقت کیا جا سکتا ہے جب میونسپل کمیٹی کچھ کرنے والی ہو اور مستقبل قریب میں کسی چیز پر پابندی لگانے والی نہ ہو۔ اس سلسلے میں انہوں نے ہمیں اسٹراؤڈز جوڈیشل ڈکشنری میں "کے بارے میں" کے اظہار کے معنی اور اس میں مذکور انگریزی فیصلے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اظہار کو کیا قطعی معنی دیا جانا چاہیے اس کا انحصار فطری طور پر اس سیاق وسباق پر ہونا چاہیے جس میں اسے استعمال کیا جاتا ہے لیکن اس میں توقع کا عنصر شامل ہوتا ہے۔ اس حد تک، لہذا، مسٹر مہتا درست ہیں کہ دفعہ 232 اس میں مذکور حکام کو کسی عمل یا کارروائیوں کے سلسلے میں مکمل ممانعت کرنے کا اختیار نہیں دیتی ہے جب تک کہ اتھارٹی کو توقع نہ ہو کہ ایسی کارروائیاں کی جائیں گی۔ تاہم، ہمارے سامنے اس معاملے میں کوئی دشواری نہیں ہے کیونکہ خود حکم نامے میں ذکر کیا گیا ہے کہ چیف کمشنر کے سامنے یہ پیش کیا گیا تھا کہ دہلی کی میونسپل کمیٹی، دیگر چیزوں کے علاوہ، اپنے ملازمین کی تنخواہ کے موجودہ پیمانے پر نظر ثانی کرنے والی تھی، آسامیاں تخلیق کرنے والی تھی اور اپنے کچھ موجودہ ملازمین کو پیشگی انکریمنٹ یا خصوصی تنخواہ یا دیگر مالی فوائد دینے والی تھی۔ یہ حکم دینے کی واضح وجہ یہ تھی کہ میونسپل کمیٹی کا وجود جلد ہی ختم ہونے والا تھا اور دہلی کارپوریشن اس کی جگہ لے گی۔ اس لیے چیف کمشنر نہیں چاہتا تھا کہ کمیٹی ایسے وعدے کرے جو اس کے جانشین کو پابند کرے۔ متعلقہ مدت کے دوران کمیٹی کی کارروائی کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ کمیٹی کے سامنے اپنے ملازمین کی

تنخواہوں سے متعلق متعدد تجاویز تھیں اور چیف کمشنر کو ان کے بارے میں معلوم ہونا چاہیے۔

مسٹر مہتا نے پھر دعوی کیا کہ اگر اس کی حقیقی تعمیر پر دفعہ 232 نے چیف کمشنر کو کمیٹی کی کسی بھی قرارداد یا حکم پر عمل درآمد معطل کرنے کی اجازت دی لیکن قرارداد کی منظوری پر پابندی نہیں لگائی۔ کمیٹی یکم اور 8 نومبر 1957 کی قراردادیں منظور کرنے کے لیے کافی اہل تھی اور اس سلسلے میں انہوں نے ہمیں مستری محمد حسین بمقابلہ میونسپل کمیٹی، سیالکوٹ (1)، لاہور میونسپلٹی بمقابلہ جگن ناتھ (2) اور مہادیو پرساد بمقابلہ یو پی حکومت (3) میں پنجاب ہائی کورٹ کے فیصلوں کی طرف بھیجا۔ ان میں سے کوئی بھی مقدمہ اس کی مدد نہیں کرتا لیکن ان میں سے ایک اس کی دلیل کے خلاف جاتا ہے۔ پہلے معاملے میں ڈپٹی کمشنر نے پلیٹ فارم کی تعمیر کے بعد پلیٹ فارم کی تعمیر کی منظوری دینے والی کمیٹی کی طرف سے منظور کردہ قرارداد کو معطل کرنے کا حکم دیا تھا۔ حکم کو نافذ کرنے کے لیے کمیٹی نے دفعہ 172 کے تحت پلیٹ فارم کو مسمار کرنے کا حکم دیا۔ ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ چونکہ پلیٹ فارم کو منظوری کے بغیر تعمیر نہیں کیا جا سکتا اس لیے دفعہ 172 کے تحت اسے مسمار کرنے کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔ دوسرے معاملے میں ہائی کورٹ نے مذکورہ فیصلے کے بعد فیصلہ دیا کہ دفعہ 232 کے تحت ڈپٹی کمشنر کسی ایکٹ کو کرنے سے منع کر سکتا ہے یا ایکٹ کرنے یا قرارداد پر عمل درآمد سے پہلے کسی قرارداد پر عمل درآمد معطل کر سکتا ہے۔ تیسرے معاملے میں الہ آباد ہائی کورٹ نے، دیگر دفعات کے علاوہ، یو پی میونسپلٹیز ایکٹ 1916 کی دفعہ 34 (1) پر غور کرنا برا قرار دیا جہاں ضلع مجسٹریٹ کے تحت میونسپل کمیٹی کے ذریعے منظور کردہ قرارداد پر عمل درآمد یا مزید عمل درآمد پر پابندی عائد کی جا سکتی ہے۔ ہائی کورٹ نے نشاندہی کی کہ یہ شق، جیسا کہ پہلے کے ایکٹ میں متعلقہ شق نے کیا تھا، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو کسی ایسے ایکٹ کی توقع میں حکم دینے کا اختیار نہیں دیتی جو ہونے والا تھا۔ اس طرح یہ معاملہ ممتاز ہے۔

پھر مسٹر مہتا کا اعتراض ہے کہ میونسپل کمیٹی کو چیف کمشنر کے حکم کے خلاف وجہ بتاؤ ظاہر

کرنے کا کوئی موقع نہیں دیا گیا جیسا کہ ایکٹ کی دفعہ 235 کے تحت ضروری ہے۔ یہ واضح ہے کہ دفعہ 235 کا اطلاق اس معاملے پر ہوتا ہے جہاں حکم ریاستی حکومت کے ماتحت کسی اتھارٹی کی طرف سے دیا گیا تھا اور شرائط میں، ریاستی حکومت (یہاں، چیف کمشنر) کی طرف سے خود بنائے گئے حکم پر لاگو نہیں ہوتا ہے۔ تاہم، مسٹر مہتا کا کہنا ہے کہ دفعہ 235 کی لازمی ضرورت یہ ہے کہ کمیٹی کو سماعت کا موقع دیا جانا چاہیے اور اس طرح کے موقع کو ختم نہیں کیا جانا چاہے دفعہ 232 کے تحت اصل حکم ریاستی حکومت کی طرف سے دیا گیا ہو۔ ان کے مطابق، اس تقاضے کی عدم تعمیل نے حکم کو کالعدم اور غیر موثر بنا دیا ہے۔ اس دلیل کی حمایت میں وہ عبدالغفور بمقابلہ ریاست مدراس (4) کے فیصلے پر انحصار کرتا ہے۔

یہ ایک ایسا معاملہ تھا جس میں میونسپل کمیٹی نے درخواست گزار کی درخواست مدراس ڈسٹرکٹ میونسپلٹیز ایکٹ 1920 کی دفعہ 250 کے تحت منظور کی تھی اور اسے اپنا سنیما چلانے کے لیے آئل انجن نصب کرنے کی اجازت دی تھی لیکن دوسرے مدعا علیہ کی اسی طرح کی درخواست کو مسترد کر دیا تھا۔ حکومت نے مدراس ایکٹ کی دفعہ 252 کے تحت کام کرتے ہوئے بلدیہ کی قرارداد کو کالعدم قرار دے دیا اور اسے فوری طور پر مدعا علیہ نمبر 2 کو آئل انجن لگانے کی اجازت دینے کی ہدایت کی۔ ہائی کورٹ نے حکومت کے حکم کو اس بنیاد پر کالعدم قرار دے دیا کہ حکومت درخواست گزار کو، جو حکم سے متاثر ہوا تھا، وضاحت پیش کرنے کا موقع فراہم کیے بغیر ایسا حکم نہیں دے سکتی، جیسا کہ ایکٹ کے دفعہ 36 کی پہلی شق میں کہا گیا ہے۔ یہ فیصلہ ہمارے سامنے درخواست گزاروں کو کوئی مدد فراہم نہیں کر سکتا کیونکہ پنجاب میونسپل ایکٹ میں مذکورہ بالا شق کے مطابق کوئی شق نہیں ہے جس میں حکومت کو تمام متاثرہ افراد کو وضاحت پیش کرنے کا موقع فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ دفعہ 235 ریاستی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ بلدیہ کو موقع دے اور کسی اور کو نہیں۔ کمیٹی کی طرف سے حکومت کی طرف سے اسے دفعہ 235 کے مطابق موقع دینے کے لیے کوئی شکایت نہیں کی گئی ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھنی ہوگی کہ دفعہ 232 کے تحت

کوئی حکم فوری طور پر نافذ العمل ہوتا ہے اور اس کا عمل دفعہ 235 کے تحت زیرِ غور کارروائی پر منحصر نہیں ہوتا ہے۔ جہاں ریاستی حکومت کے علاوہ کسی اور اتھارٹی کے ذریعے اس کے تحت کوئی حکم دیا جاتا ہے تو اس اتھارٹی کو ریاستی حکومت کو رپورٹ کرنا ہوتا ہے۔ لیکن، اگرچہ اس طرح کا اختیار ایک رپورٹ بنانے کا پابند ہے لیکن اس کا حکم غیر فعال یا نامکمل نہیں ہے۔ اسے کمیٹی کے ذریعے نافذ کیا جانا چاہیے۔ یہ سچ ہے کہ جب تک دفعہ 235 میں طے شدہ طریقہ کار کی تعمیل نہیں کی جاتی اسے حتمی نہیں سمجھا جا سکتا۔ لیکن حتمی حیثیت کی کمی دفعہ 232 کے تحت حکم کو خراب نہیں کرتی ہے۔ یہ حکم، جب تک کہ ریاستی حکومت کی طرف سے ترمیم یا کالعدم نہ کیا جائے، قانونی طور پر موثر اور کمیٹی پر پابند ہے۔ اس لیے کمیٹی اس کو تسلیم کر سکتی ہے اور ریاستی حکومت کی جانب سے دفعہ 235 کی دفعات کی عدم تعمیل کو معاف کر سکتی ہے۔ چونکہ دفعہ 235 میں بلدیہ کے علاوہ حکم سے متاثر فریقوں کو موقع دینے کی ضرورت نہیں ہے، لہذا درخواست گزار یہ کہنے کے حقدار نہیں ہیں کہ حکم خراب ہے۔ اس طرح جس فیصلے پر انحصار کیا گیا ہے وہ ان کی مدد نہیں کرتا ہے۔ اس کے علاوہ، جیسا کہ ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں، موجودہ معاملات میں۔ 235 یہ مکمل طور پر لاگو ہوتا ہے کیونکہ زیرِ بحث حکم چیف کمشنر نے منظور کیا ہے۔

پھر، ان کے مطابق، چیف کمشنر یا ریاستی حکومت ایکٹ کی دفعہ 232 کا سہارا نہیں لے سکتی جو کہ ایک عام شق ہے لیکن صرف دفعہ 236، ذیلی دفعہ (2) کے تحت کام کر سکتی ہے جسے ذیلی دفعہ (2) کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

دفعہ (1) جو ریاستی حکومت کے اختیارات سے متعلق ایک خصوصی شق ہے۔ شق اس طرح چلتی ہے:

236" (1) , ریاستی حکومت اور ریاستی حکومت کے احکامات کے تحت کام کرنے والے ڈپٹی کمشنرز یہ مطالبہ کرنے کے پابند ہوں گے کہ کمیٹیوں کی کارروائی قانون اور کسی بھی قانون کے تحت نافذ قوانین کے مطابق ہو جو عام طور پر پنجاب یا ان علاقوں پر لاگو ہوتا ہے جن پر کمیٹیوں کا اختیار ہوتا ہے۔

(2) ریاستی حکومت اس فرض کی انجام دہی کے لیے ضروری تمام اختیارات کا استعمال کر سکتی ہے، اور دیگر چیزوں کے علاوہ، تحریری حکم کے ذریعے، کسی بھی کارروائی کو کالعدم قرار دے سکتی ہے یا اس میں ترمیم کر سکتی ہے جسے وہ قانون یا اس طرح کے قواعد کے مطابق نہیں سمجھ سکتی ہے، یا ان وجوہات کی بنا پر جو اس کی رائے میں دفعہ 232 کے تحت ڈپٹی کمشنر کے حکم کا جواز پیش کرتی ہیں۔

دفعہ 232 کے ساتھ ان کا موازنہ کرنے سے یہ ظاہر ہوگا کہ اگرچہ دفعہ 232 میں ' کمشنر ' کے لیے 'ریاستی حکومت' کے الفاظ کو پڑھتے وقت ایک خاص مقدار میں اوور لیپنگ ہوتی ہے، لیکن دونوں دفعات کا دائرہ کار بالکل ایک جیسا نہیں ہے۔ اوور لیپنگ اس حقیقت کی وجہ سے ہے کہ یہ دونوں دفعات ایک ایکٹ میں موجود ہیں جو 1911 میں سابق صوبہ پنجاب میں لاگو ہونے کے لیے منظور کیا گیا تھا اور یہ کہ دہلی لاز ایکٹ، 1912 کی وجہ سے ہی ان کا اطلاق سابقہ صوبے دہلی میں اس کی اصل شکل میں کچھ ترامیم کے ساتھ کیا گیا تھا۔ دفعہ 232 کے تحت طاقت صوبائی حکومت کے ذریعے قابل استعمال نہیں تھی۔ دفعہ 232 میں کی گئی ترمیم کی وجہ سے ہی دفعہ 232 میں لفظ " کمشنر " کے لیے "دہلی کی صوبائی حکومت" اور بعد میں "دہلی کی ریاستی حکومت" کے الفاظ کو پڑھنا پڑا۔ ریاست دہلی میں ان کے اطلاق میں دفعات کے دو سیٹوں کے درمیان اوور لیپنگ کے نتیجے میں جو ہوا ہے وہ یہ ہے کہ طاقت کے دو ذرائع، ایک دفعہ 232 کے تحت اور دوسرا دفعہ 235 کے تحت، اب ریاستی حکومت کو دستیاب ہیں اور وہ کسی بھی ذریعہ سے فائدہ اٹھانے کے لیے آزاد تھی۔

آخر میں، مسٹر مہتا کے مطابق مناسب شق جس کے تحت حکام کارروائی کر سکتے ہیں وہ دفعہ 42 تھی اور اس شق نے دفعہ 232 کو لاگو نہیں کیا۔ اس شق کے تحت ڈپٹی کمشنر کمیٹی کے غیر معمولی اخراجات کی جانچ کر سکتا ہے اور اسے اپنے کسی بھی ملازم کے معاوضے کو کم کرنے کا حکم دے سکتا ہے لیکن اس کے تحت یہ کارروائی متوقع طور پر نہیں کی جا سکتی۔ اس سلسلے میں درخواست میں کوئی بنیاد نہیں اٹھائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ، یہاں ہم ریاست کی

اہلیت سے متعلق فکرمند ہیں۔

حکومت اس قسم کا حکم دے گی جو چیف کمشنر نے 30 اکتوبر 1956 کو دیا تھا۔اس شق کا اس کی طرف سے سہارا نہیں لیا جا سکتا تھا اور اس لیے اسے ایک خصوصی شق کے طور پر نہیں مانا جا سکتا جس میں دفعہ 232 کے استعمال کو خارج کر دیا گیا ہو۔مزید برآں، اس کی اتنی تشریح نہیں کی جا سکتی کہ دفعہ 232 میں مذکور حکام کو اپنے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کرنے جیسی کارروائی پر پابندی لگانے سے محروم کر دیا جائے۔

ہم مطمئن ہیں کہ چیف کمشنر کا 30 اکتوبر 1956 کا حکم مکمل طور پر قانونی تھا اور اس حکم کے پیش نظر کمیٹی اس کے بعد اپنے کسی بھی ملازم کو الاؤنس کی ادائیگی کی منظوری دینے کے لیے تیار نہیں تھی۔اس کی طرف سے یکم نومبر 1957 کو منظور کی گئی قرارداد، اس لیے، اس کے دائرہ اختیار سے باہر تھی اور اس کے نتیجے میں کارپوریشن کا کمشنر اسے ماہانہ 20 روپے کے الاؤنس کی منظوری کی بنیاد کے طور پر نہیں لے سکتا تھا۔میونسپل کمیٹی کے کسی بھی گریجویٹ ملازم کو جو اس وقت تک الاؤنس وصول نہیں کر رہا تھا۔کمشنر کا 5 نومبر 1958 کا حکم اس طرح غیر قانونی ہونے کی وجہ سے امتیازی سلوک کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

درخواست خارج کر دی جاتی ہے؛ لیکن مقدمے کے حالات میں ہم اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں دیتے۔

درخواست مسترد کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.03.29 15.58
I attest to the accuracy and
integrity of this document